حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

عصر حاضر میں تعزیر بالمال کی شرعی حیثیت: مثبت و منفی اثرات کا تحقیقی جائزہ

THE LEGAL STATUS OF FINANCIAL PENALTIES IN CONTEMPORARY TIMES: A RESEARCH-BASED ASSESSMENT OF POSITIVE AND NEGATIVE EFFECTS

***Dr. Farhat Naseem Alvi, **Muhammad Faran, ***Dr. Zahira Nisar**

***Chairperson, Department of Islamic Studies, University of Sargodha**
****Visiting *Lecturer Department of Islamic Studies*, University of Sargodha**
*****Assistant Professor, Department of Urdu Encyclopaedia of Islam, Allama Iqbal Campus, University of the Punjab, Lahore**

ABSTRACT:
In the present era, the issue of financial penalties (ta'zir bil-mal) has become extremely important. Like other countries, in beloved Pakistan, it has been adopted as an effective means of deterrence in the penal system against crimes. In the jurisprudential heritage of Islam, discussions regarding the permissibility and impermissibility of financial penalties, such as ta'zir bil-mal, are found. What is the ruling on this? If it is permissible, to what extent? And if it is impermissible, how does one issue a fatwa according to the methodologies of Imam Malik and Imam Abu Yusuf? Also, what is the status of the evidence provided by scholars who advocate the permissibility of financial penalties? And most importantly, given the increased need for financial penalties in the present era, what fatwa should be issued regarding this matter? This relates to the definitions of financial penalties and the types of monetary punishments as well. It is pertinent to assess the permissibility and impermissibility of financial penalties in light of the Quran, Sunnah, and the statements of the mujtahid Imams before delving into the issue of financial penalties (ta'zir bil-mal) in law and legality.

موجودہ دور میں مالی جرمانے (تعزیر بالمال) کی شرعی حیثیت کا مسئلہ بڑی اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ دنیا کے دیگر ممالک کی طرح وطن عزیز پاکستان کے نظام عقوبات میں اسے انسداد جرائم کے ایک مؤثر ذریعہ کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ اسلام کے فقہی ذخیرہ میں مالی جرمانے کے جواز اور عدم جواز کے حوالے سے پائی جانے والی مباحث مثلاً تعزیر بالمال (مالی جرمانے) کا کیا حکم ہے؟ اگر یہ جائز ہے تو کس حد تک جائز ہے؟ اور اگر ناجائز ہے تو امام مالکؒ اور امام ابو یوسفؒ کے مسلک پر فتویٰ دینا کیسا؟ نیز جو علمائے کرام تعزیر مالی کے جواز کے قائل ہیں ان کے دلائل کی حیثیت کیا ہے؟ اور سب سے اہم بات کہ موجودہ دور میں جبکہ مالی جرمانے کی ضرورت بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ اس بارے میں کیا فتوی دیا جائے؟

اس کا تعلق اس کی تعریفات اور مالی سزاؤں کی اقسام سے بھی ہے قرآن وسنت اور ائمہ مجتہدین کے اقوال کی روشنی میں مالی جرمانے کے جواز وعدم جواز کا جائزہ پیش کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قانون وشریعت میں مالی جرمانے (تعزیر بالمال) کی تعریفات کا جائزہ پیش کیا جائے۔

جرمانے کا لغوی واصطلاحی مفہوم: جرمانے کو عربی زبان میں (**غرامہ**) کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ غَرِمَ، یَغرُمُ کا مصدر ہے۔ جس کے معنی قرض کے ہیں اہل عرب (رجل غارم) اس شخص کو کہتے ہیں جس کے ذمہ قرض ہو۔[1]

---

[1] ڈاکٹر مولوی عبد الحق، اردو لغت (کراچی: ترقی اردو بورڈ، 1984ء)، 6: 575۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

تعزیر کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

علامہ ابن نجیمؒ تعزیر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: هو تاديب دون الحد واصله من العزر بمعنىٰ الرد۔[2]

تعزیر شرعی حد سے کم تادیبی سزا کو کہا جاتا ہے اور یہ "عزر" سے (بمعنی روکنا، منع کرنا) مشتق ہے۔

علامہ جرجانیؒ نے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ تعریف ذکر کی ہے:التعزير: هو تاديب دون الحد ۔[3]

تعزیر یعنی ایسی سزا کے ذریعہ ادب دینا جو کہ مقدار حد سے کم ہو۔

ایک تعریف یہ بھی ہے کہ جن جرائم کی کوئی سزا قرآن و سنت نے متعین نہیں کی ہے بلکہ حکام کے صوابدید پر رکھا ہے ان کو شرعی اصطلاح میں تعزیر کہا جاتا ہے۔[4]

تعزیر کی شرعی حیثیت:

انسان کی ایک فطرت خلاف ورزی (غلطی) کرنے کی ہے جس پر اسے سزا بھی ملتی ہے، خلاف ورزی پر جو سزا دی جاتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: وہ جو متعین ہو جیسے روزہ اور قسم توڑنے کا کفارہ۔

دوسری قسم: وہ جو متین نہ ہو ایسی خلاف ورزی پر حکومت اس کو فقہ کی کتابوں میں "تعزیر" سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ شروع میں تعزیر کی تعریف میں گزر چکا ہے۔

تعزیر ایسی سزا کو کہتے ہیں جو ان جرائم پر روک لگانے کے لیے حکومت متین کرتی ہے جن کے لیے شریعت میں نہ کفارہ ہے اور نہ ہی حد۔

اما سرخسیؒ اپنی کتاب مبسوط میں تحریر فرماتے ہیں کہ:التعزير هو عقوبة غير مقدرة شرعا، تجب فى كل معصيه ليس فيها حد ولاكفارة۔[5]

تعزیر شریعت کی طرف سے غیر متعینہ سزا ہے جو ایسی برائیوں کے لیے ہوتی ہے جس میں حد اور کفارہ نہ ہو۔

اب ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ تعزیر کے طور پر کس طرح کی سزائیں دی جا سکتی ہیں؟ اس سلسلہ میں تو یہی ہے کہ حاکم وقت حالات کو دیکھتے ہوئے جس طرح سزا مناسب سمجھے تجویز کرلے۔

چنانچہ حاکم مار بھی سکتا ہے، کوڑے بھی لگوا سکتا ہے، قید بھی کر سکتا ہے، اور صرف ڈانٹ ڈپٹ کر چھوڑ بھی سکتا ہے۔یعنی جیسے مصلحت دیکھے، ویسے ہی کاروائی کرے، آج کل بہت ساری خلاف ورزیوں کی صورت میں خود حکومت کی طرف سے بھی اور دوسرے اداروں کی طرف سے بھی مالی جرمانہ کی سزا طے کی جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ شرعی نقطہ نظر سے درست ہے؟

آیئے اس سلسلہ میں ائمہ اربعہ کے نقاط نظر معلوم کرتے ہیں۔

---

[2] زین الدین بن ابراہیم بن محمد ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق (بیروت: دار الکتب الاسلامی، س ن)، 5: 44۔

[3] علی بن محمد الجرجانی، کتاب التعریفات (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1983ء)، ص:62۔

[4] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، (کراچی: ادارہ معارف، 2008ء)، 3: 117۔

[5] شمس الدین سرخسی، المبسوط، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، س ن) 9 : 45۔

تعزیر بالمال کے بارے میں ائمہ اربعہ کے اقوال و آراء

قائلین جواز

ائمہ احناف میں سے امام ابو یوسفؒ تعزیر بالمال کے جواز کے قائل ہیں چناچہ علامہ ابن نجیمؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:عن ابی یوسف:یجوز التعزیر للسلطان باخذ المال"[6]

امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ سلطان کے لیے تعزیر مال کا لینا جائز اور درست ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے تعزیر بالمال کے حوالے سے مالکیہ کے بارے میں جواز کا قول نقل کیا ہے، جس میں امام مالکؒ کے مشہور قول کے مطابق تعزیر بالمال کو جائز قرار دیا ہے، علامہ ابن تیمیہؒ کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں: "التعزیر بالعقوبات المالیۃ" مشروع ایضا فی مواضع مخصوصۃ فی مذہب مالک فی المشہور عنہ۔[7]

علامہ ابن تیمیہؒ نے حنابلہ کے مسلک کے متعلق فرمایا ہے کہ بعض صورتوں بلا اختلاف جائز ہے جبکہ بعض میں اختلاف ہے۔

مانعین جواز

احناف میں امام ابو یوسفؒ کے علاوہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تعزیر بالمال جائز نہیں ہے۔چناچہ علامہ ابن الھمامؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:" و عندھما وباقی الائمۃ الثلاثۃ لایجوز "[8]

تعزیر بالمال کے سلسلے میں امام شافعیؒ سے عدم جواز کا قول ہے یہ امام شافعیؒ کا جدید قول ہے۔

شوافع میں سے احمد عمیرہ البرلسیؒ نے لکھا ہے کہ:"لایجوز التعزیر باخذ المال فی مذہب الشافعیؒ الجدید"[9]

امام شافعیؒ کے مسلک جدید کے مطابق تعزیر بالمال جائز نہیں ہے۔

تعزیر بالمال کا موجودہ حکم: مثبت و منفی اثرات

موجودہ دور میں مالی تعزیر کے بارے میں علماء کرام جواز و عدم جواز کی دونوں آراء رکھتے ہیں۔ اور اپنی اپنی رائے پر مختلف دلائل بیان فرماتے ہیں۔

قائلین جواز اور ان کے دلائل و مثبت پہلو

---

[6] زین الدین بن ابراہیم بن محمد ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق (بیروت: دار الکتب الاسلامی، س ن)،5: 44۔

[7] ابن تیمیۃ احمد بن عبد العلیم، الحسبہ فی الاسلام (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن) ص:49۔

[8] ابن الھمام کمال الدین، فتح القدیر (بیروت: دار الفکر، س ن)5 : 345۔

[9] احمد عمیرہ البرلسی، حاشیتا قلیوبی و عمیرۃ (بیروت: دار الفکر، 1415ھ)،4 : 206۔

حرف وسخن
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

علماء کی ایک کثیر تعداد تعزیر بالمال کی قائل ہے جو تعزیر بالمال کو جائز سمجھتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ تعزیر بالمال شرعا جائز ہے اور عہد رسالت اور عہد صحابہ میں بھی اس کا تامل رہا ہے۔

برصغیر کے ممتاز فقیہ علامہ عبد الحیی لکھنویؒ کی رائے بھی یہی ہے کہ تنبیہ کے لیے جرمانہ لینا جائز ہے۔[10] اسی طرح علامہ شمس الحق افغانیؒ نے اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔[11]

اس کے علاوہ مولانا تقی عثمانی اپنی کتاب درس ترمذی میں فرماتے ہیں کہ متاخرین کے فقہاء حنفیہ نے امام ابو یوسفؒ کے قول کو راجح قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ تعزیر بالمال جائز ہے۔[12] اور جواز کے قائلین یہ دلائل دیتے ہیں:

مجوزین کے دلائل

امام ابو داودؒ نے اپنی سنن ایک روایت نقل کی ہے: عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده قال: سمعت رسو ل الله ﷺ يقول: فی كل اربعين من الابل ابنة لبون، فمن اعطاها مؤتجرا فله اجرها ، ومن كتمها فانا الاخذوها و شطرابله عزيمة من عزائم ربک۔[13]

حضرت بھز بن حکیم اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر چالیس اونٹوں پر دو سال کا ایک اونٹ بطور زکوۃ لیا جائے گا۔ جو شخص اجر و ثواب کی نیت سے زکوۃ ادا کرے گا اسے اجر ملے گا اور جس نے زکوۃ کا مال چھپایا تو ہم اس سے زکوۃ بھی وصول کریں گے اور اس کے آدھے اونٹ بھی یہ تیرے رب کے فیصلوں میں سے ایک فیصلہ ہے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن حاطب بن ابی بلتعہ کے غلاموں نے ایک اونٹ چرایا تھا۔ اس قصہ میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عمر نے حضرت عبد الرحمٰن پر آٹھ سو درہم مالی جرمانہ نافذ کیا تھا۔[14]

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جو کہ تعزیر مالی کے جواز کے قائل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو بھز بن حکیم والی روایت ہے اس سے واضح طور پر مالی جرمانے کا جواز نکلتا ہے اس طرح اس حدیث سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست قومی محاصل کی ادائیگی سے انکار کرنے یا ان کی بروقت ادائیگی میں ناکامی کی صورت میں نادہندہ سے جرمانہ یا سرچارج وصول کرنے کی مجاز ہے۔[15]

تعزیر بالمال کے مثبت اثرات

برصغیر کے مایہ ناز فقیہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی بھی تعزیر مالی کے جواز کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ تعزیر بالمال کی بہت سے مثبت پہلو ہیں۔

---

[10] مولانا عبد الحئی لکھنوی، مجموعۃ الفتاویٰ (کانپور: القیومی، س ن)، 3 : 53۔

[11] مولانا شمس الحق افغانی، شرعی ضابط دیوانی (کراچی: کتب خانی مظہری، 1431ھ)، ص:212۔

[12] مفتی تقی عثمانی، تقریر ترمذی (کراچی: میمن اسلامی بکس، س ن) 2 : 119۔

[13] ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داوٗد (دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009)، 3 : 26۔

[14] عبد الرزاق بن ہمام، مصنف عبد الرزاق (الھند: المجلس العلمی، س ن)، 10 : 239۔

[15] مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل (کراچی: زم زم پلشرز، 2010ء)، 3 :249-244۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

اس وقت اسلام کی قانونی حدود و تعزیرات کے فقدان کی وجہ سے بہت سے مسائل جو سماجی طور پر حل کیے جاتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وحدتیں بعض منکرات کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ مالی جرمانوں کے ذریعہ وہ ان جرائم کی روک تھام کی سعی کریں۔یوں بھی عملاً اس زمانہ میں مالی تعزیر کی بڑی کثرت ہو گئی ہے۔اور ریلوے،ٹریفک،بس وغیرہ میں کثرت سے اس کا تامل ہے۔اس لیے راقم الحروف کا رجحان ہے کہ اس کی اجازت ہونی چاہیے۔[16]

علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم نے امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک کے مطابق احادیث و آثار سے بہت ساری اپنی مثالوں کی تخریج کی ہے جن سے تعزیر بالمال کا جواز نکلتا ہے۔تعزیر بالمال بھی جسمانی سزاؤں کی طرح یہ بھی ایک سزا ہے جو جرائم کی روک تھام اور نظم و نسق کی بحالی میں معاون ہو سکتی ہے اس لیے ہم تعزیر مالی کے جواز کے قائل ہیں۔

مانعین عدم جواز اور ان کے دلائل و منفی پہلو

اکثر اہل فتوی حضرات نے تعزیر بالمال کو ناجائز قرار دیا ہے،چناچہ مفتی کفایت اللہؒ نے تعزیر بالمال کو ناجائز کہا ہے۔[17] فتاوی دارالعلوم دیوبند میں بھی عدم جواز کا فتوی ہے۔[18] مولانا محمود الحسنؒ نے بھی "فتاوی محمودیہ" میں تعزیر بالمال کو ناجائز قرار دیا ہے۔[19]

مانعین کے دلائل

عدم جواز کے قائلین اکثر ان آیات کریمہ اور آحادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

"ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم (الایۃ)[20]

ترجمہ:اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نا کھاؤ،الا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو۔

اس طرح ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوابھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون۔[21]

ترجمہ:اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نا کھاؤ،اور نہ ان کا مقدمہ حاکموں کے پاس اس غرض سے لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کوئی حصہ جانتے بوجھتے ہڑپ کرنے کا گناہ کرو۔

وہ تمام روایات جن میں کسی مسلمان کی حرمت بیان کی گئی ہے، جیسے آپؐ کا فرمان کہ لا یحل مال امری الا بطیب نفسہ۔[22]

---

[16] ایضا،ص:244۔249

[17] مفتی کفایت اللہ دہلوی، کفایت المفتی (کراچی: دار الاشاعت، 2009ء)، 2: 205۔210۔

[18] مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی، فتاویٰ دار العلوم دیوبند (کراچی: دار الاشاعت، 2002ء)، 12: 145۔

[19] مولانا محمود الحسن گنگوہی، فتاویٰ محمودیہ (کراچی: جامعہ فاروقیہ، س ن)، 20: 568۔

[20] النساء5: 29

[21] ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی، سنن دار قطنی، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن)، 3: 22۔

اس لیے وہ علمائے کرام جو تعزیر بالمال کے عدم جواز کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مناسب یہی ہے کہ ان نصوص کے پیش نظر مالی تعزیر جاری نہ کی جائے وہ اس کی مندرجہ ذیل منفی وجوہات واثرات بیان کرتے ہیں۔

تعزیر بالمال کے منفی اثرات

1. عموم آیات وروایات کے خلاف ہے۔
2. ائمہ اربعہ اور مذاہب مشہورہ میں سے کسی کے قول سے اس کی تائید حاصل نہیں ہے۔
3. ظالم حکمرانوں کے لیے ظلم کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔اس بات پر اگرچہ یہ اشکال کیا گیا ہے کہ ظلم تو تعزیر کی دیگر قسموں کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے۔"لیکن یہ اشکال درست نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ تعزیر بالغرب وغیرہ کا اطلاق اس قدر سہل نہیں جس قدر تعزیر مالی کا ہے۔موجودہ دور میں لگنے والے بے شمار غیر معقول چالان اور ٹیکس اس کی واضح دلیل ہیں۔
4. اس میں عموماامیر وغریب کالحاظ نہیں رکھا جاتا جس کی وجہ سے ایک فریق ظلم کا شکار ہوتا ہے تو دوسرا آسانی سے ادائیگی کر کے جرم پر قائم رہتا ہے۔
5. عدالت اور خوف خدا کی واضح کمی وجہ سے اکثر صحیح اور حکم کا تعصب،ذاتی مناضرت یاضد کا شکار ہونا بعید از امکان نہیں۔

ان وجوہات کو دیکھتے ہوئے تعزیر مالی کا جائز قرار نہ دیا جانا اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔البتہ چونکہ یہ مجتہد فیہ مسئلہ ہے اس لیے اگر کوئی عادل قاضی مالی جرمانہ لگائے تو اسے ختم نہیں کیا جائے گا۔

خلاصہ اور تجاویز:

تمام فقہی مذاہب اور معاصر علماء کے اقوال وفتاویٰ کا جائزہ لینے کے بعد دو آراء سامنے آتی ہیں ایک جواز اور دوسری عدم جواز کی جو عدم جواز کے قائل ہیں وہ اس کے بارے میں قرآن وحدیث سے مختلف دلائل دیتے ہیں اور اس کے بارے میں مختلف وجوہات بیان کرتے ہیں۔اور جو تعزیر مالی کے جواز کے قائل ہیں وہ بھی اس کے جواز کے بارے میں دلائل پیش کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عہد صحابہ اور عہد رسالت میں بھی اس کا تامل رہا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ تعزیر بالمال جرائم کی روک تھام اور نظم ونسق کی بحالی میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

البتہ اس کے اثرات پر نظر رکھنی چاہیے کہ تعزیر کا مقصد اصلی یعنی انسداد جرائم پر کوئی اثر پڑ رہا ہے یا نہیں؟ کیونکہ تعزیر بالمال کا مقصد مجرم کو مشقت میں ڈال کر دوبارہ اس جرم کے اعادے سے ڈرانا مقصود ہوتا ہے، چنانچہ مفتی کمال الدین احمد راشدی صاحب فرماتے ہیں کہ "کوئی صحیح اسلامی حکومت جرائم کی روک تھام اور عام لوگوں کی جان ومال کی حفاظت کی غرض سے اگر دیانت داری کے ساتھ اس بات کی ضرورت اور مصلحت سمجھتی ہے کہ جرائم پیشہ افراد بیخ کنی کیلئے ان پر مالی جرمانہ عائد کیا جائے، یا ان کے اموال ضبط کر لئے جائیں اور ان کو واپس نہ کئے جائیں، تو امام ابو یوسفؒ کی رائے کے مطابق اس کی گنجائش ہے۔[23] کیونکہ فقہائے احناف میں امام ابو یوسفؒ جو کہ قاضی القضاۃ تھے وہ بھی اس کے جواز کے قائل تھے۔قاضی ابو یوسفؒ چونکہ خود منصب قضاۃ پر فائز تھے اس لیے وہ اس قسم کے مسائل کو زیادہ مناسب سمجھتے تھے۔ بہر حال! جرائم کی روک تھام کی

---

[22] البقرۃ 2: 188

[23] مفتی لمال الدین احمد راشدی، جوا، قمار، مالی جرمانہ اور اب کی جائز و ناجائز صورتیں (کراچی: ماریہ اکیڈمی، س ن)، ص:30

HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

کئی ممکنہ صورتیں ہو سکتی ہیں، جیسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شعبہ کا قیام، وغیرہ۔ اس طرح لوگوں میں انفرادی و اجتماعی سطح پر شعور پیدا کرنا کہ وہ ذمہ دار شہری بنتے ہوئے قانون کی پاسداری کریں، نیز ارباب اختیار بھی عوام کے حقوق کا خیال کریں تا کہ کوئی بھی ذمہ دار شہری جرم کرنے پر مجبور نہ ہو۔ بہر حال! موجودہ حالات میں تعزیر مالی کے جواز میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی اس لیے اسے جائز ہونا چاہیے۔